قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 22 جنوری 2020ء | 26 جمادی الاول 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 19

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَ الۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِہٖ وَ لَوۡ کَانَ بَعۡضُہُمۡ لِبَعۡضٍ ظَہِیۡرًا ﴿۸۹﴾

(بنی اسرائیل:89)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر جنّ و انس سب اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے خواہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہوں۔

فرمانِ رسول ﷺ

وضو سے پیشانی روشن ہونا

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت کی پیشانیاں وضو کے آثار سے چمکتی ہوں گی اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے جبکہ لوگ قیامت کے دن بلائے جائیں گے۔ پس تم میں سے جو بھی اپنی روشنی بڑھاسکے تو چاہیئے کہ وہ بڑھائے۔

(بخاری کتاب الوضوء)

مخلص اور دیرینہ خادم سلسلہ، سابق ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال، رُکن خصوصی مجلس انصاراللہ پاکستان اور عالمی شہرت یافتہ کارڈیالو جسٹ

محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی کو سپردخاک کر دیا گیا

(لندن مانیٹرنگ ڈیسک) احباب جماعت کو یہ افسوسناک اطلاع دی جا چکی ہے کہ مخلص اور دیرینہ خادم سلسلہ، سابق ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ، رُکن خصوصی مجلس انصاراللہ پاکستان اور عالمی شہرت یافتہ کارڈیالوجسٹ محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی ایم بی بی ایس ،ایم آر سی پی، ڈی سی ایچ مورخہ 19 جنوری 2020ء کو ہارٹ اٹیک کی وجہ سے بعمر79سال وفات پاگئے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

آپ کی نماز جنازہ مورخہ 21جنوری2020ء کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں محترم سید خالد احمد شاہ ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے پڑھائی۔آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے، بہشتی مقبرہ دارالفضل کے قطعہ بزرگان میں تدفین ہوئی۔قبر تیار ہونے پر محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے ہی دعا کرائی۔نماز ظہر سے قبل میّت کو ڈاکٹر صاحب مرحوم کے ہم زلف مکرم سید حسین احمد مربی سلسلہ کے گھر واقع حلقہ مسجد مبارک میں رکھا گیا تھا جہاں اہل ربوہ کی کثیر تعداد نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کا آخری دیدار کیا۔نماز جنازہ اور تدفین میں بھی کثیر تعداد میں احباب شریک ہوئے۔

محترم ڈاکٹرلطیف احمدقریشی 1940ء میں اجمیر میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد مکرم منظور احمد قریشی فوج میں ملازم تھے۔ان کا گھرانہ عرصہ سے فوج کی ملازمت کرتا چلا آیا۔قیام پاکستان کے بعد آپ کے والدین لاہور آگئے۔جہاں آپ نے ابتدائی تعلیم کے مراحل طے کئے۔گورنمنٹ کالج لاہور کی تعلیم مکمل

باقی ص 7پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

خُلق کی اصلاح ممکن ہے

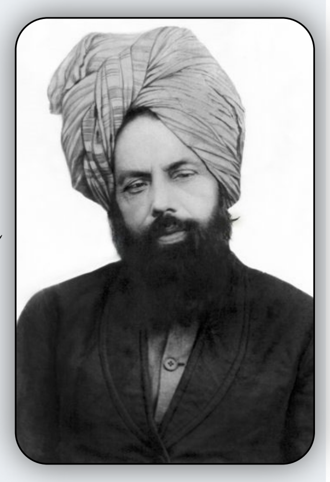

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے۔اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (بنی اسرائیل : 85)بعض آدمی ایک قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں، تو دوسری قسم میں کمزور ۔ اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا۔لیکن تا ہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔

خلق سے ہماری مراد شیریں کلامی ہی نہیں بلکہ خَلق اور خُلق دو الفاظ ہیں۔آنکھ، کان،ناک وغیرہ جس قدر اعضاء ظاہری ہیں جن سے انسان کو حسین وغیرہ کہا جاتا ہے۔یہ سب خَلق کہلاتے ہیں اور اس کے مقابل پر باطنی قویٰ کا نام خُلق ہے۔مثلاً عقل، فہم، شجاعت،عفت، صبر وغیرہ اس قسم کے جس قدر قویٰ سرشت میں ہوتے ہیں وہ سب اسی میں داخل ہیں اور خُلق کو خَلق پر اس لئے ترجیح ہے کہ خَلق یعنی ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابل علاج ہوتا ہے۔مثلاً ہاتھ اگر چھوٹا پیدا ہوا ہے تو اس کو بڑا نہیں کر سکتا،لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

ذکر کرتے ہیں کہ افلاطون کو علم فراست میں بہت دخل تھا اور اس نے دروازہ پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا۔جسے حکم تھا کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے،تو اول اس کا حلیہ بیان کرو۔اس حلیہ کے ذریعے وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کر کے پھر اگر قابل ملاقات سمجھتا تو ملاقات کرتا؛ورنہ ردّ کر دیتا۔ایک دفعہ ایک شخص اس کی ملاقات کو آیا۔دربان نے اطلاع دی۔اس کے نقوش کا حال سنکر افلاطون نے ملاقات سے انکار کر دیا۔اس پر اس شخص نے کہلا بھیجا کہ افلاطون سے کہہ دو کہ جو کچھ تم نے سمجھا ہے۔بالکل درست ہے۔مگر میں نے قوت مجاہدہ سے اپنے اخلاق کی اصلاح کرلی ہے۔اس پر افلاطون نے ملاقات کی اجازت دے دی۔پس خُلق ایسی شئے ہے جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔اگر تبدیلی نہ ہوسکتی تو یہ ظلم تھا،لیکن دعا اور عمل سے کام لو گے،تب اس تبدیلی پر قادر ہو سکو گے۔عمل اس طرح سے کہ کوئی شخص ممسک ہے تووہ قدرے قدرے خرچ کرنے کی عادت ڈالے اور نفس پر جبر کرے۔آخر کچھ عرصہ کے بعد نفس میں ایک تغیر عظیم دیکھ لے گا اور اس کی عادت امساک کی دور ہو جاوے گی۔اخلاق کی کمزوری بھی ایک دیوار ہے جو خدا اور بندے کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 100)

اس شمارہ میں

دربار خلافت

اے خدا میرے نظم

متن خطاب برموقع اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ

رپورٹ سپردخاک ڈاکٹر لطیف احمد قریشی

رپورٹ 34واں جلسہ سالانہ مغربی ساحل امریکہ

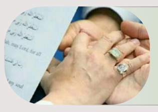

دربارِ خلافت

اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کا حصول

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرماتے ہیں۔

”آپ (حضرت مسیح موعود) فرماتے ہیں مثلاً عقل ماری جاوے تو مجنون کہلاتا ہے۔ صرف ظاہری صورت سے ہی انسان کہلاتا ہے۔ (کوئی پاگل ہو تو ظاہری صورت سے وہ انسان کہلاتا ہے۔ لیکن اس کی عقل بالکل نہیں ہے اور جو انسانوں میں عقل ہوتی ہے وہ اس سے عاری ہو جاتا ہے) پس اخلاق سے مراد خداتعالیٰ کی رضا جوئی۔ (اور وہ رضا جوئی کیا ہے؟) (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں مجسم نظرآتا ہے) (اخلاق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے ہر پہلو سے ہمیں نظر آتا ہے) کا حصول ہے۔ (یہ ہمارا مقصد ہونا چاہئے۔ اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کا حصول ہے) اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرزِ زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں۔ اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بناسکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔ اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔کسی نے کیااچھا کہا ہے

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریّا مے رَوَد دیوار کج

(کہ اگر معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی لگا دے تو اس سے بننے والی دیواریں جو ہیں وہ آسمان تک پھر ٹیڑھی ہی جائیں گی)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ان باتوں کو نہایت توجہ سے سننا چاہئے۔ اکثر آدمیوں کو میں نے دیکھا اور غور سے مطالعہ کیا ہے کہ بعض سخاوت تو کرتے ہیں (بڑے سخی ہیں۔لوگوں کو دیتے بھی ہیں) لیکن ساتھ ہی غصہ وَراور زُودرنج (بھی ہوتے) ہیں۔ (غصہ میں فوراً آ جاتے ہیں) بعض حلیم توہیں لیکن بخیل ہیں۔ (بڑے حلیم ہیں، نرم مزاج ہیں لیکن کنجوس ہیں) بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مارمار کرگھائل کردیتے ہیں مگر تواضع اور انکسارنام کونہیں۔ بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اورانکسار تو اُن میں پرلے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے۔ (یا تو غصہ میں آ گئے تو انکساری اور عاجزی کوئی نہیں۔ اگر انکساری اور عاجزی دکھائیں گے تو پھر جہاں بہادری کی ضرورت ہے وہ خُلق ان میں ختم ہوجاتا ہے)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ اور زندگی کے ہر میدان میں آپ نے اپنے خُلق کے وہ نمونے قائم کر دیئے جو اپنی مثال آپ ہیں اور جن پر اپنی طاقت اور بساط کے مطابق چلنا ہر مومن کا فرض ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا کہ ایک وقت ہے کہ آپ ﷺ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔ ایسی تقریر اور ایسی فصاحت بیانی ہے کہ بڑا مجمع جو ہے وہ متاثر ہو جاتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سائے میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے۔ اُس کا پھل، اُس کا پھول، اُس کی چھال، اس کے پتے غرض کہ ہر چیز مفید ہو۔

پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپ ﷺ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک وقت آتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں تھیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے وہ سب ایک سائل کو بخش دیں۔ (خُلق کا یہ اظہار ہے) اب اگر پاس نہ ہوتا تو کیا بخشتے؟ (پھر ایک اَور رنگ ہے) اگر حکومت کا رنگ نہ ہوتا تو یہ کیونکر ثابت ہوتا کہ آپ واجب القتل کفار مکہ کو باوجود مقتدرتِ انتقام کے بخش سکتے ہیں۔ (قدرت رکھتے ہیں،طاقت ہے اس کے باوجود بخش دیا) جنہوں نے صحابہ کرامؓ اور حضور اور مسلمان عورتوں کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں جب وہ سامنے آئے تو آپ نے فرمایا۔ لَا تَثۡرِیۡبَ ... میں نے آج تم کو بخش دیا۔ اگر ایسا موقع نہ ملتا تو ایسے اخلاق فاضلہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کیونکر ظاہر ہوتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسا خُلق بتلاؤ جو آپ ﷺ میں نہ ہو اور پھر بدرجہ غایت کامل طور پر نہ ہو۔“ (خطبہ جمعہ 9 جون 2017ء)

اے خُدا میرے

اس سے پہلے ، کوئی دستک یہ قیامت دیدے
اے خُدا تو ہی زمانے کو ہدایت دیدے

خود کو جو لوگ سمجھتے ہیں یاں نمرود و فرعون
خاک میں اُن کو ملا کر تُو ندامت دیدے

آگ کے ڈھیر پہ بیٹھے ہیں زمیں کے ذرے
اِن کی آنکھوں کو تُو دریا سی سخاوت دیدے

یہ جو نفرت کے الاؤ ہیں بنیٔ آدم کے
اِن میں چاہت کی محبت کی حلاوت دیدے

یہ جو اُمت کے ہیں ریوڑ ، پھیلے بھیڑوں جیسے
ان کو یا ربّ تو مسیحا کی جماعت دیدے

سُن لے تُو اپنے خلیفہ کی دعائیں ساری
درد میں ڈوبی صداؤں کو بشارت دیدے

اے خُدا میرے ، وطن پر بھی کرم کر اپنا
اِس کی ظُلمت کو بھی تُو نورِ خِلافت دیدے

عبدالجلیل عباد۔ ہیمبرگ جرمنی

خطاب برموقع اجتماع مجلس انصاراللہ برطانیہ

عملی نمونہ پیش کرنے، تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے دینی تعلیمات پر عمل، تزکیہ نفس کرنے اور عبادات کی طرف توجہ کرتے ہوئے حقیقی انصار بننے کی تلقین

’’تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں‘‘ حضرت مسیح موعودؑ

’’اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے‘‘ حضرت مسیح موعودؑ

ہمارے نمونے ہی ہیں جو ہمارے بچوں کے لئے رہنما ہوں گے، ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے

ہمیں اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہوگا اپنے اخلاق کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہوگا اور ہر سطح کے عہدیداروں کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے

کیا جو انصار اللہ کا نام ہے ہم حقیقت میں اس نام کا پاس رکھ رہے ہیں؟ حقیقت میں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں؟

ہمیں اس بات کے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے قول و فعل برابر ہیں نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہِ یعنی ہم اللہ کے انصار ہیں کا دعویٰ ہمارے عمل سے ثابت ہے؟

اختتامی خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ برطانیہ، مورخہ 15 ستمبر 2019ء

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۵﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں ترقی کے ساتھ مجلس انصار اللہ کی بھی ترقی ہو رہی ہے اور اعدادو شمار کے مطابق مختلف پروگراموں میں اور مختلف ایکٹویٹیز میں مجلس انصار اللہ کے ممبران کی نمائندگی بھی بڑھ کر نظر آتی ہے لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ انصار اللہ کو یا مجلس انصار اللہ کے ممبران کو جو حقیقی جائزہ اپنا لینا چاہیے وہ اس پر لینا چاہیے کہ کیا ہم انصار اللہ کہلاتے ہوئے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ جب تک ہم ایک فکر کے ساتھ اس بات کی تلاش نہیں کریں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی میں جو حقیقتاً قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اپنا لائحہ عمل ترتیب دے کر بار بار اس کا جائزہ نہیں لیں گے ہم اپنی زندگیاں اس تعلیم کی روشنی میں ڈھال نہیں سکتے۔

یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ بار بار ہمارے سامنے ایک ہی طرح کی بعض باتیں دہرائی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے بار بار پیش کرتا ہوں۔ اس سے شاید کوئی یہ خیال کرے بلکہ بعض یہ خیال کرتے بھی ہیں کہ کیا ان حوالوں سے باہر ہمیں نکلنا بھی ہے کہ نہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ہر مضمون پر بے شمار لکھا۔ ہر قسم کے حوالے موجود ہیں۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر ہے جو آپؑ کے ارشادات میں ہمیں ملتی ہے، آپؑ کی کتب میں ملتی ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں جو بنیادی ہیں اور جنہیں بار بار ہمیں اپنے سامنے لاتے رہنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا ہم میں سے اسّی فی صد نے ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے جو آپ کے سامنے بار بار لائی جاتی ہیں؟ اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھال رہے ہیں جو مختلف مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جن کی بار بار ہمیں نصیحت فرمائی اور جو ہمارے سامنے پیش فرمائے؟ یا اسّی فی صد تو بڑی بات ہے ساٹھ فی صد یا پچاس فی صد یا چالیس فی صد بھی اس پر عمل ہو رہا ہے جو ہم باتیں سنتے ہیں کہ ان پر عمل کریں۔ صرف اگر ہم باجماعت نماز کو ہی لے لیں تو وہاں بھی ہمارے معیار جو ہیں بہت پیچھے ہیں بلکہ عہدیداروں کے بھی معیار بہت پیچھے ہیں۔ اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو باوجود انصار اللہ کہلانے کے ہماری حالت قابل فکر ہے۔ آپ علیہ السلام تو ہر فردِ جماعت سے اعلیٰ معیار چاہتے ہیں کجا یہ کہ انصار اللہ کہلا کر اس طرف توجہ نہ دیں جو توجہ کا حق ہے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو نوجوانوں کے لیے بھی صحیح سمت متعین کرنے والے ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو ہمارے بچوں کے لیے بھی رہ نما ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہو گا اپنے اخلاق کے معیاروں کو بھی دیکھنا ہو گا اور پھر عہدیداروں کو، ہر سطح کے عہدیداروں کو، ایک حلقے کے عہدیدار سے لے کے، ریجن کے عہدیداروں سے لے کے مرکزی عہدیداروں تک اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا جو انصار اللہ کا نام ہے ہم حقیقت میں اس نام کا پاس رکھ رہے ہیں؟ حقیقت میں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں؟ پس ہر ناصر خود اپنے یہ جائزے لے سکتا ہے۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں جو مزید ہمیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’میں کھول کر کہتا ہوں کہ جب تک ہر بات پر اللہ تعالیٰ مقدم نہ ہو جاوے اور دل پر نظر ڈال کر وہ نہ دیکھ سکے کہ یہ میرا ہی ہے۔‘‘ یعنی ایسا مقدم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خود یہ ذکر کرے کہ یہ بندہ جو ہے یہ میرا ہی ہے اور میرے احکام کی پیروی کر رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ’’اس وقت تک کوئی سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایسا آدمی تو آل (عُرفِ عام) کے طور پر مومن یا مسلمان ہے۔ جیسے چوہڑے کو بھی مصلی یا مومن کہہ دیتے ہیں۔‘‘ فرماتے ہیں ’’مسلمان وہی ہے جو اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ کا مصداق ہو گیا ہو۔ وَجہ منہ کو کہتے ہیں مگر اس کا اطلاق ذات اور وجود پر بھی ہوتا ہے۔ پس جس نے ساری طاقتیں اللہ کے حضور رکھ دیں ہوں وہی سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’مجھے یاد آیا کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو دعوت اسلام کی کہ تو مسلمان ہو جا۔‘‘ مسلمان جو تھا وہ فرمایا کہ ’’مسلمان خود فسق وفجور میں مبتلا تھا۔‘‘ برائیوں میں مبتلا تھا۔ ’’یہودی نے اس فاسق مسلمان کو کہا کہ تو پہلے اپنے آپ کو دیکھ ’’مجھے جو تبلیغ کر رہا ہے‘‘ اور تو اس بات پر مغرور نہ ہو کہ تو مسلمان کہلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسلام کا مفہوم چاہتا ہے نہ نام اور لفظ۔ یہودی نے اپنا قصہ بیان کیا‘‘ اس مسلمان کو ’’کہ میں نے اپنے لڑکے کا نام

خالد رکھا تھا مگر دوسرے دن مجھے اسے قبر میں گاڑنا پڑا۔'' دوسرے دن فوت ہو گیا۔ خالد کا مطلب ہمیشہ رہنے والا ہے۔ کہنے لگا کہ ''اگر صرف نام ہی میں برکت ہوتی تو وہ کیوں مرتا۔ اگر کوئی مسلمان سے پوچھتا ہے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔الحمد للہ۔'' لیکن صرف نام کے مسلمان۔ پس آپؑ نے اپنی جماعت کو فرمایا کہ تم نام کے مسلمان نہ بنو۔

پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ لفّاظی کہیں کام نہیں آتی، باتیں کام نہیں آتیں بلکہ عمل ہیں جو کام آتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''پس یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عنداللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:4)

(ملفوظات جلد اول صفحہ 76-77)

کہ اللہ کے نزدیک اس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں بہت ناپسندیدہ بات ہے۔

پس ہمیں اس بات کے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے قول و فعل برابر ہیں، نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ یعنی ہم اللہ کے انصار ہیں کا دعویٰ ہمارے عمل سے ثابت ہے یا نہیں؟ہم اسلام کو دنیا میں پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کو پورا کرنے کے لیے ہماری اپنی کوشش اور حالت کیا ہے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

''اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو اور پھر تم اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو'' تمہیں اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کے قلعہ میں آؤ۔ فرمایا کہ ''تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔''تم تو بڑے دعوے کرتے ہو، مسلمانوں کی حالت آج کل تو اَور بھی زیادہ باہر ظاہر ہو رہی ہے۔ فرمایا کہ اگر تم احمدی ہو کے بھی یہی رہے تو پھر تو خاتمہ ہی سمجھنا۔ فرمایا کہ ''تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاویں۔ بد کاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔'' فرمایا کہ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمان جو ہیں وہ تو اسلام کو داغ لگانے والے ہیں۔ فرمایا ''کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اس پر ہنستے ہیں۔ اس کا ایسا خلاف شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ درپردہ اس کا اثر نفس اسلام تک پہنچتا ہے۔'' ایک شخص کا عمل جو ہے وہ اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے اثرات پھر اسلام تک پہنچتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ مسلمان ہے دعویٰ یہ کرتا ہے عمل یہ کرتا ہے۔ فرمایا ''......اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں۔'' پھر فرمایا ''...... پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنا لو کہ کفار کو بھی تم پر (جو دراصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 77-78)

پھر اپنے اخلاق اور عملی حالتوں کو بہتر کرنے کی نصیحت فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارین حاصل ہو'' ہمیشہ کی فلاح حاصل ہو، دونوں جہانوں کی فلاح حاصل ہو ''اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔'' کلام الٰہی کی ہدایات پر چلنے کے لیے، ان کو حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم کو پڑھنا ضروری ہے۔ اسے سمجھنا ضروری ہے۔ نہ صرف ترجمہ بلکہ تفسیر جاننا بھی ضروری ہے۔ فرمایا کہ ''خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔کسی نے کیا اچھا کہا ہے ''کہ

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

کہ دل سے نکلی ہوئی بات دل پر اثر کرتی ہے۔ فرمایا کہ ''پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔'' بڑی اہم بات ہے فرمایا کہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت صرف باتیں یا کوئی اور طاقت جو ہے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔'' زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیا قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں کہ تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں'' وہ ایسی باتیں ہیں فرمایا کہ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو ان نصیحت کرنے والوں کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ اس لیے ہم میں سے ہر ایک کے لیے آپؑ نے فرمایا کہ تم نے اگر واعظ بنا ہے، تم نے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے تو ہر ایک کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہو گا تا کہ پھر دنیا پر بھی ہم اپنا اثر قائم کر سکیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں'' اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے'' جو یہ نصیحتیں کرتے ہیں اگر ان کی عملی طاقت بھی ہوتی ''اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ(الصف:3)

کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 67)

لیکن جو اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں پر عمل کریں گے ان کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ اپنی باتوں اور نصیحتوں پر عمل کرنے اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''میری یہ باتیں اس لیے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندرپیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لیے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔ اس لیے لازم ہواکہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تا کہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 68)

آپ علیہ السلام نے بارہا نصیحت فرمائی کہ جو آپ علیہ السلام کی باتوں پر عمل کرنے والے ہیں ان سے خدا تعالیٰ کا ترقی کا وعدہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ میرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی کریں گے۔ فرمایا یہ ان سے وعدہ ہے جو عمل کرنے والے ہیں نہ کہ ہر ایک جو کہے کہ میں مسیح موعود کی بیعت میں آگیا ہوں اور عمل نہیں ہے اس سے وعدہ ہرگز نہیں ہے۔ اگر عمل نہیں تو وعدہ بھی پورا نہیں ہو گا۔ ایک جگہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران:56)

یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انھی الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وُہ وُہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ انھیں کافروں پر فوقیت دے گا اور قیامت تک ان پر فوقیت دے گا جو صحیح اتباع کرنے والے ہیں۔ جو نہیں اتباع کرنے والے ان کو نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق وفجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ جن کے دل چھوٹی برائیوں اور بڑی برائیوں میں مبتلا ہیں ان کی اصلاح نہیں ہورہی۔ فرمایا نہیں، ہرگز نہیں۔ فرمایا کہ یہ وعدہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے۔ آپؑ فرماتے ہیں یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کرکے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی

ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خود دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو کہ قیامت تک تم فوقیت حاصل کرو کافروں پر اور اتنی بڑی کامیابی کہ قیامت تک کافرین پر غالب رہو گے اس کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ برائی ہوتی بھی ہے تو دل اس پے ملامت کرنا چاہیے اور پھر کوشش ہونی چاہیے اس کے لیے اور پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس وقت وہاں تک پہنچنا ہے جہاں اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو۔ اپنی نیکی اور تقویٰ کے معیار کو بڑھانا ہو گا، اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہمیں پیدا کرنا ہو گا۔ یہ نہیں کہ پانچ نمازیں بھی وقت پر نہ پڑھ سکیں اور اپنے کام کی مصروفیت کا بہانہ ہم کر دیں۔ آپؑ فرماتے ہیں اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لیے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تاکہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 103 تا 105)

ایک موقع پر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ ہر احمدی کو تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیے کیونکہ شریعت کا خلاصہ ہی یہ تقویٰ ہے آپؑ فرماتے ہیں:

''چاہیے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ (المائدہ:28)

گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں ''تخلّف نہیں ہوتا۔'' اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا ۔ ''جیسا کہ فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ(الرّعد:32)

پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لیے ایک غیر منفک شرط ہے تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔'' تقویٰ تو شرط ہے اور اگر انسان غافل ہو اور پھر کہے میں نے قسمت سے آج ایک دعا کر لی تھی۔ آج میں نے بڑا لمبا سجدہ کر لیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں کیا تو اس کو کیا کہیں گے۔ فرمایا احمق اور نادان ہے وہ، بے وقوف ہے پاگل ہے۔ فرمایا ''لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تاکہ قبولیت دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 108-109)

پھر تزکیہ نفس اور تقویٰ اختیار کرنے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ

''اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں وہ ضائع کرنے کے لیے نہیں دیئے گئے ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔'' ان کو ٹھیک طرح صحیح موقع پر استعمال کرنا اور جائز اس کا استعمال کرنا یہی اس کی نشوونما ہوتی ہے۔ ''اسی لیے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی۔''انسان کے مرد عورت کے تعلقات کے جو قویٰ ہیں ان کو ضائع کرنے کے لیے نہیں کہا یا آنکھ کو نکالنے کے لیے نہیں کہا کہ بدنظری نہ کرو بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کروایا جیسے فرمایا

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (المومنون:2)

اور ایسے ہی یہاں بھی فرمایا۔ متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا

وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (البقرہ:6)

یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطراتِ نفس بلا سوچے گذشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے۔''پس یہ یقین پیدا کرنا ہو گا جو آگے تک لے جاتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہو گا۔ ایمان بالغیب کرنا ہو گا ۔''اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔'' پھر کامیابیاں حاصل ہو جائیں گی ۔ فرمایا ''پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لیے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔

سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے۔ فرمایا ''سو ہماری جماعت یہ غم یعنی تقویٰ حاصل کرنے کا غم، اللہ تعالیٰ سے ملنے کا غم، غم سے مراد ہے فکر، کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے'' کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔'' پس آپ علیہ السلام ہمیں اپنے جائزے لینے کی طرف اس میں توجہ دلا رہے ہیں اور ہم یہ خود ہی اپنے جائزے لے سکتے ہیں۔ پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ تقویٰ والے کون لوگ ہیں اور جس کے دل میں تقویٰ ہو اسے اپنی زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیے فرماتے ہیں:

''اہلِ تقویٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔''فرمایا ''عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔''نخوت یا تکبر اور غرور جو ہے یہ غضب سے، غصہ میں جو انسان آتا ہے اس وقت پیدا ہوتا ہے ''اور ایسا ہی کبھی خود غضب، عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔'' فرمایا ''میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔'' یہ بڑی قابل غور بات ہے۔ فرمایا کہ ''بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔'' یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بڑوں سے مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں، بڑی عزت کرتے ہیں، بڑا احترام کرتے ہیں۔ فرمایا ''لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔''اصل بڑائی تو یہ ہے کہ کمزور اور کم طاقت والا جو ہے اس کی بات کو سنو، غریب کی بات کو سنو، مسکین کی بات کو سنو۔ فرمایا کہ یہی جڑ ہے عاجزی کی اور یہی بنیاد ہے عاجزی کی۔ اس پے قائم ہو گے تو تبھی کہہ سکتے ہیں کہ تقویٰ پیدا ہوا ہے اور اس کے لیے آپؑ نے فرمایا کہ غریب کی بات سنو ''اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (الحجرات:12)

تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (الحجرات:14)

(ملفوظات جلد اول صفحہ 35-36)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع کیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست

اور حقیقی دانش ...... کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔“

فرمایا ”اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو۔تو عقل سے کام لو ۔فکر کرو ۔سوچو ۔تدبر اور فکر کے لیے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:192)

تمہارے دل سے نکلے گا اس وقت سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں۔“ جو تم نے بنایا ہے یہ جھوٹ نہیں ہے، بے فائدہ نہیں بنایا ”بلکہ صانعِ حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تا کہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 66)

پس تقویٰ ہو گا تو دینی علوم کے ساتھ دنیوی علوم کے بھی راستے کھلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی راستے دکھائے گا۔ ان کا بھی ادراک حاصل ہو گا اور اس سے پھر علم و معرفت میں بھی ترقی ہو گی۔ راستبازی اور تقویٰ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔

”ذرا سوچو اور سمجھو خدا کے واسطے عقل سے کام لو اور اس لیے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو راستباز اور متقی بنو۔پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے لیکن وہ جو ہر قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سلسلہ کا قانون وہی قانون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے لیکن کوئی جگہ اس بارش سے گلزار ہوتی ہے اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اگتی ہیں اور کہیں وہی قطرہ بارش سمندر کی تہہ میں جا کر ایک گوہر شہوار بنتا ہے۔ بقول کَسے۔ع

در باغ لالہ روید در شورہ بُوم خس

کہ وہ (بارش) باغ میں تو پھول اگاتی ہے اور بنجر میں گھاس پھوس اگاتی ہے۔ پھر اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ”اگر زمین قابل نہیں ہوتی تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ الٹا ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ اسی لیے آسمانی نور اترا ہے اور وہ دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اس کے قبول کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہو جاؤ تا ایسا نہ ہو کہ بارش کی طرح کہ جو زمین جوہر قابل نہیں رکھتی۔“ جس میں خاصیت ہی نہیں جو بنجر زمین ہے ”وہ اس کو ضائع کر دیتی ہے۔ تم بھی باوجود نور کی موجودگی کے تاریکی میں چلو۔“ بارش تو ہو رہی ہے لیکن اگر زمین اچھی نہیں تو تاریکی میں چلو گے۔ نور موجود ہے، نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکو گے ”اور ٹھوکر کھا کر اندھے کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مادرِ مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے مگر تم ان پر قدم مارنے کے لیے عقل اور تزکیہ نفوس سے کام لو۔ جیسے زمین کہ جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی تخم ریزی اس میں نہیں ہوتی اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا پاک عقل آسمان سے اتر نہیں سکتی۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا۔“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اپنے بارے میں کہ میں وہ انسان ہوں جو اللہ تعالیٰ نے غیرت کھا کر بھیجا ہے ”تاکہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے لیے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر ہے۔ ہر طرف دائیں بائیں ہر جگہ دیکھو اسلام کو ختم کرنے کی فکر میں، معدوم کرنے کی فکر میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں۔“ فرماتے ہیں ”مجھے یاد ہے اور براہین احمدیہ میں بھی میں نے ذکر کیا ہے کہ اسلام کے خلاف چھ کروڑ کتابیں تصنیف اور تالیف ہو کر شائع کی گئی ہیں۔“ فرمایا کہ ”عجیب بات ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد بھی چھ کروڑ “ ہے۔ اُس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد چھے کروڑ تھی۔ ”اور اسلام کے خلاف کتابوں کا شمار بھی اسی قدر ہے۔ اگر اس زیادتی تعداد کو جو اب تک ان تصنیفات میں ہوئی ہے چھوڑ بھی دیا جائے تو بھی ہمارے مخالف ایک ایک کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔“ اور اب تو صرف کتابیں نہیں بلکہ ہر قسم کے میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کو بدنام اور ختم کرنے کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اس لیے اب ہماری سب سے بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اسلام کو سمجھیں اپنی حالتوں کو بہتر کریں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور حقیقی اسلام دنیا کو دکھانے کے لیے میدان میں اتریں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت میں نہ ہوتا اور اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا۔ اور اس کا نام و نشان تک مٹ جاتا مگر نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔“اسلام کی حفاظت کر رہا ہے۔ فرمایا ”مجھے افسوس اور رنج اس امر کا ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان کہلا کر ناطے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کا فکر نہیں کرتے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 73-72)

اپنے اخلاق کو عمدہ اور اعلیٰ معیار پر لے جانے کی نصیحت فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لیے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امرِ واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یادرکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیلِ اخلاق میں صَرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 140)

فرمایا کہ” بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے تکلیف کی پروا نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 76)

توبہ اور عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”اس لیے اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بندکردے توبہ کرو۔ جب کہ دنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خداتعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آپڑے تو اس کا مزا چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہیے کہ ہر ایک شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے۔اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں۔ توبہ سے یہ مراد ہے کہ ان تمام بد کاریوں اور خدا کی نارضا مندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکسار اس کی جگہ لے لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔

يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (الدھر:9)

یعنی خدا کی رضا کے لیے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔

قصہ مختصر دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 208)

پھر فرمایا (انصار اللہ کے لیے خاص طور پر)

”راتوں کو اٹھواور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب پاشی کی۔ آپؐ نے ان کے لیے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آب پاشی سے پھل عمدہ نکلا ۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یارات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو تہجد میں اٹھو ۔دعا کرو ، دل کو درست کرو ۔کمزوریوں کوچھوڑ دو۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول وفعل کوبناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائیگا ۔اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا ۔اور اس کے دل میں تبدیلی ہو گی۔ خدا تعالیٰ سے ناامیدمت ہو۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 45)

کہ نیک لوگوں کے لیے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہوتا۔ پھر بڑے درد سے نصیحت کرتے ہوئے اور آخرت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”پس میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان کوصرف ایک قصہ گویا داستان کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں بلکہ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دل سوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے کی ہیں۔ ان کو گوش دل سے سنو اور ان پر عمل کرو!

ہاں خوب یاد رکھو اور اس کو سچ سمجھو کہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ پس اگر ہم

عمدہ حالت میں یہاں سے کوچ کرتے ہیں تو ہمارے لیے مبارکی اور خوشی ہے ورنہ خطر ناک حالت ہے۔"

انصار کی عمر تو ایسی ہوتی ہے کہ ان کو تو بڑی فکر رہنی چاہیے۔ فرمایا: "یاد رکھو کہ جب انسان بری حالت میں جاتا ہے تو مکان بعید اس کے لیے یہیں سے شروع ہو جاتا ہے یعنی نزع کی حالت ہی سے اس میں تغیر شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (طٰہٰ :75)

یعنی جو شخص مجرم بن کر آوے گا اس کے لیے ایک جہنم ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ یہ کیسی صاف بات ہے۔ اصل لذّت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے۔"

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى۔

جو مجرم بن کے آئے گا اس کے لیے ایک جہنم ہے اس میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔ فرمایا کہ کیسی صاف بات ہے اصل لذت زندگی کی راحت اور خوشی ہی میں ہے "بلکہ اسی حالت میں وہ زندہ متصور ہوتا ہے جبکہ ہر طرح کے امن و آرام میں ہو۔ اگر وہ کسی درد مثلاً قولنج یا درد دانت ہی میں مبتلا ہو جاوے تو وہ مردوں سے بد تر ہوتا ہے اور حالت ایسی ہوتی ہے کہ نہ تو مردہ ہی ہوتا ہے اور نہ زندہ ہی کہلا سکتا ہے۔ پس اسی پر قیاس کر لو۔" اسی کو سامنے رکھو جو ظاہری بیماریاں دنیا میں ہوتی ہیں اسی کو سامنے رکھ کر دیکھو "کہ جہنم کے درد ناک عذاب میں کیسی بری حالت ہو گی۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 142-143)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آپؑ کی خواہشات کے مطابق آپؑ کی بیعت میں آنے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے ہوں۔ حقیقی انصار اللہ بننے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے اور اپنی نسلوں کے لیے نیک نمونے چھوڑ کر جانے کی توفیق ہمیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہم حاصل کرنے والے ہوں۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

(دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا) اجتماع کی حاضری کے بارے میں بتا دوں۔ اس دفعہ کی حاضری جو ہے کل انصار کی حاضری تین ہزار ایک سو سات ہے اور مہمان ایک ہزار پانچ سو پندرہ ہیں اس طرح کل حاضری یہاں اس وقت چار ہزار چھ سو بائیس (4622) ہے۔ انصار کی حاضری میں تیئس پرسنٹ کا اضافہ ہے اور لجنہ کی حاضری اُس وقت ان کے پاس پوری آئی نہیں تھی ، وہاں اعلان نہیں کیا تھا تو لجنہ کی حاضری جو اس وقت حاضری کے فائنل figure ہیں پانچ ہزار آٹھ سو بائیس 5822 ہے اور پچھلے سال سے یہ بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ نے بھی کافی کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بھی آگے بڑھنے کی توفیق ہم سب کو عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 3 جنوری 2019ء)

بقیہ از ص1- ڈاکٹر لطیف احمد قریشی سپردخاک

کرنے کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی۔اس کے بعد آپ انگلستان تشریف لے گئے۔اور حصول تعلیم کے سلسلہ میں 10 سال برطانیہ میں گزارے۔اسی دوران آپ کی شادی محترمہ شوکت گوہر بنت محترم مولاناعبدالمالک خان کے ساتھ عمل میں آئی۔

لندن سے آپ نے بچوں کی بیماریوں میں ڈپلومہ (D.C.H)حاصل کیا۔ایڈنبرا سے دل کے امراض کی اعلیٰ ڈگری لی اور رائل کالج آف فزیشن کے ممبر مقرر ہوئے۔تعلیم مکمل ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حکم پر 1969ء میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بطور سپیشلسٹ فزیشن ڈاکٹر کے طورپر اپنی خدمات کا آغاز کیا اور 2001ء تک فضل عمر ہسپتال میں طبی خدمات انجام دیتے رہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا مبشر احمد کنسلٹنٹ سرجن فضل عمر ہسپتال ربوہ نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے فضل عمر ہسپتال کے اپنے شعبہ میں محنت سے کام کیا ،اس کو پروان چڑھایا اور ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔آپ کا میرے اور میرے شعبہ سرجری کے ساتھ مثالی تعاون رہا۔ہمیشہ محبت اور عاجزی کے ساتھ خدمت کرنے والے وجود تھے۔ان میں کوآرڈینیشن بہت پائی جاتی تھی۔

آپ بتایا کرتے تھے کہ میرے بچپن سے ہی خاندان کے بزرگوں یعنی دادا اور والدین کا یہ شوق اور خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں۔انگلستان میں آپ کے قیام کا دس سال پر مشتمل عرصہ طبی تجربہ کے اعتبار سے بہت مفید رہا۔وہاں آپ نے تقریباًہر سپیشلٹی میں کام کیا۔آپ نے دل کی سپیشلٹی کے علاوہ ٹی بی کی سپیشلٹی میں دو سال تک کام کیا۔نیورولوجی(عصبی یا برین کی سائنس) اور بچوں کی بیماریوں میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ ربوہ تشریف لانے سے پہلے انٹرنل میڈیسن کی برانچ میں بھی کام کرتے رہے۔

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں طبّی میدان میں30سال سے زائد خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے مجلس انصاراللہ مرکزیہ اور پاکستان میں گرانقدر دینی خدمات سرانجام دیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔جو نہی آپ نے مجلس انصاراللہ میں قدم رکھا، آپ کو 1981ء میں قائد تربیت کے فرائض سونپے گئے۔1982ء میں قائد ذہانت و صحت جسمانی، 1983ء تا 1985ء قائد اشاعت،1986ء تا1991ء قائدایثار، 1992ء تا 2002ء نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کے عہدوں پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔اس طرح مجلس انصاراللہ میں آپ کا عرصہ خدمت 22 سال ہے۔سیدناحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2019ء اور 2020ء میں آپ کو رُکن خصوصی مجلس انصاراللہ پاکستان مقرر فرمایا تھا۔قیادت اشاعت میں خدمات کے دوران ماہنامہ انصاراللہ کی کمپیوٹر پر کمپوزنگ کے لئے آپ نے خصوصی مساعی کی۔اس کے علاوہ دفتر انصاراللہ میں ایم ٹی اے سٹوڈیو کا قیام بھی آپ کی کاوشوں کا مرہون منت ہے۔

آپ کا گھر محلہ دارالعلوم وسطی اور دارالعلوم شرقی مسرور کے وسط میں واقع ہے اس لئے آپ باری باری دونوں محلہ جات کی مساجد میں نماز ادا کرتے اور بعض اوقات نمازوں کی امامت بھی کرواتے۔آپ دارالعلوم شرقی مسرور کی مجلس عاملہ کے ممبر تھے خدمت دین کے اس شعبہ میں بھی آپ نے بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔

آپ کے والد محترم منظور احمد قریشی 1953ء کے زمانہ میں اپنے شعبہ میں ٹائپسٹ کے فرائض انجام دیتے رہے اسی حوالے سے انہوں نے خدمت سلسلہ میں حصہ لیا۔

محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ بہت دعا گو،پنجوقتہ باجماعت نماز کے عادی، سادہ مزاج، ملنسار،اور غریبوں ، ناداروں اور ضرورتمندوں کے کام آنے والے تھے۔فضل عمرہسپتال میں خدمت کے دوران اور بعد میں اپنے کلینک میں آپ بہت دلجمعی اور تفصیل سےاحمدی اور غیر از جماعت مریضوں کا علاج کرتے۔ان کے مرض کی علامات سنتے بہت پیار اور محبت سے ان کو ہدایات دیتے اور احتیاطی تدابیر سے آگاہ کرتے۔آغاز میں ادویات کے کم ڈوز تجویز کرتے اگر مکمل آرام نہ آتا تو اضافہ کر دیتے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو دستِ شفاء عطا فرمایا ہوا تھا۔ادویات کے تجویز کرنے میں حکمت عملی کے تحت آپ کے ہاتھ سے شفاء حاصل کرنے والے مریضوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ دوسرے علاقوں ، شہروں اور دیہات سے آپ کے کلینک میں غیر ازجماعت مریض کشاں کشاں چلے آتےاور دن بھر تانتا بندھا رہتا۔ ایک تو آپ بہت کم فیس لیتے اور دوسرا ضرورتمندوں کا علاج مفت کرتے۔اس وجہ سے آپ اپنوں اور غیروں میں یکساں مقبول تھے۔تا دم تحریر ان کے کلینک میں ایک بڑی تعداد میں غیر از جماعت مریضوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ان میں سے اکثر لوگ یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ کامیاب علاج کرنے والے ان کے فیملی ڈاکٹر اب اس دنیا سے کوچ کر چکے ہیں۔اپنے علاقوں کے معززین ڈاکٹر صاحب مرحوم کی نیک نامی ، خدمت خلق، عبادت گزار، محبت کرنے والے اور ملنسار ہونے کا اشکبار آنکھوں سے برملا تذکرہ کر رہے ہیں۔ایک غیر از جماعت دوست نے بتایا کہ ہمارے علاقہ میں ڈاکٹر صاحب کی بہت نیک نامی تھی۔ کسی کا علاج کرانا ہوتا تو ہماری سوچوں میں کسی اور ڈاکٹر کا نام ہی نہیں آتا تھا ہم سیدھا ان کے پاس آتے تھے، ایسے کامیاب اور خوبیوں والے ڈاکٹر روز روز پیدا نہیں ہوا کرتے۔ایک اور دوست کی ڈاکٹر صاحب کے پنجوقتہ نمازی ہونے کی گواہی گزشتہ رپورٹ میں کیا جا چکا ہے۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم ماہر فزیشن ہونے کے ساتھ ساتھ علمی شخصیت بھی تھے۔ان کے تحقیقی اور علمی موضوعات پر مشتمل متعدد مضامین روزنامہ الفضل میں اشاعت پذیر ہوتے رہے ہیں۔ آپ نے صحت عامہ کے موضوعات پر دو مفید کتابیں اردو اور انگریزی میں تحریر کر کے طبع بھی کرائی تھیں۔

آپ کے پسماندگان میں عمر رسیدہ والدہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں ۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- مکرم ڈاکٹر محمد احمد محمودقریشی۔کنیکٹی کٹ Connecticutامریکہ۔ ہیومینیٹی فرسٹ امریکہ کے سرگرم کارکن
- مکرمہ امۃ الرفیق راحت اہلیہ مکرم ناصر عتیق احمد کینیڈا
- مکرم عبدالحیٰ مبشر ڈارسٹ برطانیہ
- مکرمہ ڈاکٹر امۃ اللطیف عصمت نیوجرسی امریکہ صدر لجنہ حلقہ، اہلیہ مکرم ڈاکٹر مرزا انس احمد ابن مرزا ادریس احمد
- مکرم ڈاکٹر عطاء الملک قریشی ماہر امراض دل اوہائیو امریکہ

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات کو بلند کرے۔

نیز ان کی اولاد کو مرحوم کے نقش قدم پر نیکی اور تقویٰ پر چلتے ہوئے خادم دین بنائے۔آمین

ادارہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن ڈاکٹر صاحب مرحوم کی والدہ محترمہ اولاد اور دیگر افراد خاندان سے دلی دکھ اورافسوس کا اظہار کرتا ہے۔

(رپورٹ:ابو سدید)

****

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

جماعت احمدیہ امریکہ کی مغربی ساحل کی جماعتوں کا 34واں جلسہ سالانہ

علماء سلسلہ کی تقاریر حکومتی نمائندگان کی شرکت اور جماعت احمدیہ کی مساعی کو خراج تحسین، نماز تہجد نماز باجماعت اور درس کا اہتمام

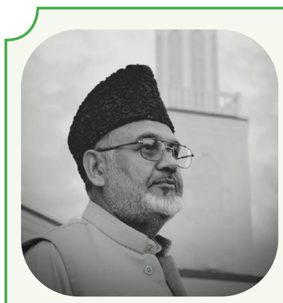

سید شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی مغربی ساحل کی جماعتوں کا 34واں جلسہ سالانہ 20تا22دسمبر 2019ء مسجد بیت الحمید چینو میں کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

مکرم امیر صاحب امریکہ صاحبزادہ مرزا مغفور احمد نے جلسہ سالانہ کے لئے 3 افسران کی منظوری دی۔

افسر جلسہ سالانہ:۔ مکرم ناصر نور

افسر جلسہ گاہ:۔ مکرم ڈاکٹر احسن خان

افسر خدمات خلق:۔ مکرم ڈاکٹر عدیل عبد اللہ صدر خدام الاحمدیہ یو ایس اے

جلسہ کے انعقاد سے بہت پہلے افسران جلسہ نے اور ان کے معاونین نے کام شروع کر دیا تھا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک جلسہ مسجد بیت الحمید کے احاطہ ہی میں ہو رہا ہے۔لیکن انتظامات کے لئے دقّت محسوس ہو رہی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حاضری پہلے سے بڑھ جاتی ہے اور جگہ کی قلت محسوس ہوتی ہے یہ بات منتظمین کو وسّع مکانک کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔

مکرم مونس چوہدری جلسہ سالانہ کے پروگرام کے منتظم تھے۔انہوں نے بتایا کہ مورخہ 20 دسمبر بروز جمعہ امیر صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا۔مکرم نائب امیر مکرم حمید الرحمان نے امریکہ کا جھنڈا لہرایا۔

پہلا سیشن

جلسہ سالانہ کا پہلا سیشن مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم معہ ترجمہ و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب کیا۔ مکرم امیر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ 27 ستمبر 2019ء سے اقتباسات سنائے۔ جن میں حضور انور نے احباب جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ان کے سارے افعال اور اعمال اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہونے چاہئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ کے اغراض و مقاصد اور جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد یہ بتایا ہے کہ ایسی قوم تیار ہو جائے جو خدا تعالیٰ کو ہر شئے پر مقدم رکھے اس کے بعد آپ نے دعا کروائی۔

مکرم ارشاد احمد ملّی جو کہ یہاں کے مبلغ ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت ''المجیب''پر تقریر کی کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا اور ان کو قبولیت بخشتا ہے ۔ مکرم ابراہیم نعیم نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے ایک پہلو کہ بنی نوع انسان کے ساتھ آپ ﷺ کی ہمدردی پر واقعات بیان کئے کہ کس طرح آپ نے دعوت الی اللہ دی اور تبلیغ میں کس طرح آپ ﷺ حکیمانہ طریق ا ختیار فرماتے تھے۔مکرم برادر عثمان mbowe نے اپنی شادی کے لئے صحیح رشتہ تلاش کرنے کے بارے میں زریں اصول پر تقریر کی ۔ اس تقریر پر آج کا سیشن اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا سیشن

دوسرا سیشن مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ نائب امیر امریکہ کی زیر صدارت 10 بجے صبح تلاوت ورآن کریم اور نظم کے ساتھ شروع ہوا۔پہلی تقریر مکرم سہیل حسین نے قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے عنوان پر کی۔دوسری تقریر مکرم آفتاب جمیل نے ''اِسۡمَعُوۡا صَوۡتَ السَّمَاءِ جَاءَ الۡمَسِیۡح''کے عنوان پر کی ۔اس کے بعد مکرم فائق ملک نے ''وہ صحابہ جنہوں نے اپنی نوجوانی کی عمر میں اللہ تعالیٰ کو پالیا'' کے عنوان پر کی۔ اس سیشن کی آخری تقریر مکرم ڈاکٹر عدیل عبداللہ نے نماز کی اہمیت پر کی کہ نماز بُرائیوں اور فحشاء سے روکتی ہے۔مقررنے موجودہ زمانہ کی صورت حال کا تجزیہ کیا اور نوجوانوں کو خصوصاً اور باقی احباب کو بھی اس وقت کی بُرائیوں سے بچ کر خدا کے حصار میں آ جانے کی ترغیب دی۔جس کے لئے نماز کا قیام بہت ضروری ہے۔

تیسرا سیشن

اس سیشن کی صدارت مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان نے کی۔ یہ سیشن غیر مسلم مہمانوں کے لئے تھا۔ اس سیشن میں کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم اور نظم سے کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم اعظم اکرام نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا''Compassioninatimeofconflict''

اس سیشن میں 140 مہمان شامل ہوئے تھے۔جن میں علاقہ کے میئر اور پولیس چیف کے علاوہ کانگرس وومین مِس Norma Torres نے بھی شرکت کی۔مہمانوں نے جماعت احمدیہ کی کارگردگی اور خدمت کو بھی خراج تحسین پیش کیا ۔الحمد للہ

چوتھا اور آخری سیشن

اتوار صبح 10 بجے مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی زیر صدارت تلاوت و ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔پہلی تقریرمکرم ڈاکٹر رانا بلال احمد سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''گھروں میں امن اور آشتی کے ساتھ رہنے کے گر'' تھا جس میں آپ نے میاں بیوی کے تعلقات میں برداشت و صبر کی قوت پر بیان کیا۔ان کے بعد مکرم انور محمود خان نے مالی قربانی کی اہمیت پر تقریر کی اور مثالوں سے واضح کیا کہ مالی قربانی سے انسان محتاج نہیں ہوتا بلکہ اس سے اصل مقصد تزکیہ نفس اور خدا تعالیٰ کا قرب ہے۔

مکرم امام فہیم ارشد نے''اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کے لئے خلافت ہی کڑا ہے''کے موضوع پر تقریر کی۔''ذکر حبیب'' کے موضوع پر مکرم ڈاکٹر خالد عطا نے تقریر کی۔صاحبزادہ مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے اختتامی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے 1991ء کے خطاب جو حضورؒ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کو فرمایا تھاسےاقتباسات پیش فرماکر ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور بتایا کہ اس دفعہ جلسہ میں 1811 احباب نے شرکت کی ہے۔جس میں 857مرد اور 814خواتین اور 140مہمان شامل ہیں۔جلسہ کی تقاریر سے live streaming کے ذریعہ 20 ممالک کے 1ہزار 960لوگوں نے استفادہ کیا۔

خواتین کا اجلاس

ہفتہ کے دن ایک سیشن میں لجنہ اماء اللہ نے اپنا اجلاس کیا جس کی صدارت، لجنہ امریکہ کی نیشنل صدر محترمہ Dhiya Tahira Bakr نے کی تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر محترمہ سعدیہ احمد نے ''دعا کی تائید اور طاقت'' کے موضوع پر کی ۔دوسری تقریر محترمہ Nicole Williams نے ''آنحضرت ﷺ کی عاجزی و انکساری اور حیا'' کے موضوع پر کی محترمہ دانیہ چوہدری نے حضرت مسیح موعودؑ کے توکل علی اللہ پر کی ۔اس کے بعد نظم ہوئی۔ اس کے بعد محترمہ صدف نور نے حضرت اماں جانؓ کی شادی کے حوالے سے قیمتی نصائح پیش کیں۔''مالی قربانی کی اہمیت و برکات '' جو کامیابی کی ضمانت ہے پر منصورہ سراجی نے اور''نفس امارہ سے نفس مطمئنہ کا سفر''پر حاجیہ ڈاکٹر امتہ الرحمان نے کی اس کے بعد ایک نظم ہوئی اور پھر آخر پر نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ امریکہ نے تقریر کی ۔ اس کے بعد آپ نے دعا کروائی۔

****